بُلھے شاہؒ کی شاعری میں فکرِ آخرت کا تجزیاتی مطالعہ

(Analytical Study of Thought of the Afterlife in Bulleh Shah's Poetry)

DOI: https://doi.org/10.54692/nooretahqeeq.2022.06041828

اللہ دتہ

Allah Ditta
Mphill Scholar, Department of Islamic Studies
Lahore Garrison University, Lahore

ڈاکٹر محمد وارث علی

Dr. Muhammad Waris Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Lahore Garrison University, Lahore

Abstract:

Baba Bulleh Shah (١٦٨٠-١٧٥٧) was a classical poet of Punjabi language who played his role to convert people to the real essence of Islam in subcontinent. He tried his level best to bring change in the minds of the people of subcontinent. He advocated humanism and extended the message of love, peace and tolerance with the help of his verse. He shaped an ideal society by preaching them about the afterlife. The question arises what the basic methodology played its role to bring this change among the people. Baba Bulleh Shah sensitized people to recognize their Creator and His message about the temporary world through examples from this world and gave clear concept of the next life. This research analyses the thought of the afterlife as portrayed in the poetry of Baba Bulleh Shah.

Keywords:
Baba Bulleh Shah, Thought of the Afterlife, Islam's Teachings, Punjabi Poetry, Classical Poetry, Sufi Poetry, Sufism.

پنجابی زبان کی شاعری فکرِ آخرت سے بھرپور ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے صوفیائے کرام نے پیغام خداوندی کو عوام تک پہنچانے کیلئے عوامی زبان، روزمرہ، محاوروں اور شاعری کو ذریعہ بنایا تھا۔ ان صوفی

شعراء میں حضرت بلھے شاہؒ کا مقام بہت بلند و ارفع ہے۔ ان کو پنجابی زبان کا بہت بڑا صوفی شاعر اور فلسفی تسلیم کیا جاتا ہے انہوں نے اپنی شاعری میں فلسفیانہ انداز سے انسانی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی، بالخصوص پنجابی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو بہت اہم ہے جس پر انہوں نے قرآن و حدیث اور تعلیمات صوفیا کی روشنی میں اپنی قلم سے تحریریں اور شاعری لکھی۔ دنیا بھر کے صوفی شاعروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کو بلھے شاہؒ کے تحریری کام کے مقابل کھڑا کیا جائے۔

شاعری میں تمثیلات:

ہم عقیدے کی حد تک ایمان بالغیب کے درجہ میں یوم آخرت کو مانتے تو ہیں مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ ہمیں اس کا استحضار قلبی حاصل نہیں ہے۔ حضرت بلھے شاہؒ کے کلام میں فکر آخرت کے پہلو کو بے شمار علامات سے بیان کیا گیا ہے اس میں تشبیہوں، استعاروں اور علامتوں کے اعتبار سے نہایت شاندار انداز سے قرآن و حدیث کی روشنی میں آخرت کی بات سمجھائی گئی ہے جیسا کہ فارسی صوفیانہ شاعری میں صراحی، پیالہ، جام اور پر لطف لفظی صنعت گری سے بھرپور استعارے بہت مقبول تھے ایسے ہی پنجابی صوفیانہ شاعری میں علامات کا استعمال ہے۔

شاہ حسینؒ کی طرح بلھے شاہ کی شاعری میں بھی اظہار بیان کے لیے مقامی روایتی علامات (SYMBOLS) اسی انداز میں نظر آتی ہیں مثلاً چرخہ بلھے شاہ کے یہاں "عرصہ حیات" کا تنا اور تند ڈالنا راہ مستقیم اختیار کرنے اور سرمایا اعمال اکٹھا کرنے اور داج اعمال صالح کی علامات ہیں۔ پیکا گھر (والدین کا گھر) دنیا کی علامت ہے، محبوبِ حقیقی کا مسکن "ساہورا" گھر (سسرال) ہے پیکا گھر میں ترنجن (چرخہ کاتنے والی سہیلیاں احباب کی محفلیں ہیں۔ جہاں اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں ان کو محبوب حقیقی کے لیے ایک بہتر تحفہ تیار کرنا ہوتا ہے۔ ان کو اپنے جسم کا چرخہ چلا کر نیکیوں کے دھاگے سے روئی تیار کرنا ہوتی ہے مکلاوا اور سسرال وغیرہ موت اور آخرت اور دوسرے جہان کے لیے علامات ہیں۔ فکرِ آخرت کی تشریح کلام بلھے شاہ کی بنیادی اکائی ہے۔"(١)

توں ستیاں عمر ونجائی اے
توں چرخے تند نہ پائی اے
کیہ کر سیں؟ داج تیار نہیں
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں(٢)

اس چرخے دی قیمت بھاری
توں کیہ جانیں قدر گواری

اُچی نظر بھریں ہنکاری
وَچ اپنے شان گمان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے(۳)

راج پیکا دن چار کڑے
نہ کھیڈ وکھیڈ گزار کڑے
نہ سو وہلی کر کار کڑے
گھر بار نہ کر ویران کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے(۴)

کرمان نہ حسن جوانی دا
پردیس نہ رہن سلانی دا
کوڑی دنیا جھوٹی فانی دا
نہ رہسی نام نشان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے(۵)

اشعار کا ترجمہ:

بند نمبر ۱: تم نے خواب غفلت میں ہی اپنی تمام عمر گنوا دی ہے تم نے ایک بھی اچھا عمل نہیں کیا۔ کیا کرو گے جب رختِ سفر ہی تمہارے پاس نہ ہوا کیونکہ سفر بالکل تیاری پر ہے۔ اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔(۶)

بند نمبر ۲: اس چرخے (انسانی جسم) کی بڑی بھاری قیمت ہے بلکہ یہ انمول ہے اور تو جاہل و گنوار ہے اس کی قدر نہیں جانتی تو بڑی مغرور ہی پھرتی ہے۔ تجھے اپنی اس شان و شوکت کا بڑا گمان، اے نادان لڑکی، نیک اعمال کی طرف توجہ کر۔(۷)

بند نمبر ۳: یہ ماں باپ کے گھر کا آرام تو صرف چار دن کی بات ہے تو اسے کھیل کود میں نہ گزار، بیکار مت بیٹھ کچھ کر (نیک اعمال) اس طرح تو اپنے گھر بار کو مت ویران کر اے لڑکی کاتنے (نیک اعمال) کی طرف دھیان کر۔

بند نمبر ۴: تو اپنے اس حسن اور جوانی پر اس قدر غرور مت کر کیونکہ کوئی بھی مسافر کبھی بھی پردیس میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ یہ دنیا تو فانی ہے اور یہاں پر کسی کا بھی (اللہ تعالیٰ کے سوا) نام و نشان ہمیشہ باقی نہ رہے گا اس لیے اے لڑکی! تو نیک اعمال کر لے۔(۸)

مندرجہ بالا اشعار میں بابا بلھے شاہ نے سیدھے سیدھے انداز سے دنیا کی زندگی کو عارضی اور ناقص قرار دیا ہے کہ فرمایا ہے اس ناقص دنیوی زندگی میں آخرت کی فکر اور تیاری بہت ضروری ہے۔ اس طرح انسان کی منزل مقصود خدا کا عرفان ہے۔ ہر انسان کے لیے کنواری (مجرد) دوشیزہ کی علامت اس لیے استعمال کی گئی ہے کہ اس کو اپنے والدین کا گھر چھوڑ کر اپنے مالک (خدا) کے گھر جانا ہے۔ اس طرح یہ دنیا پیکا گھر (والد کا گھر) ہے اور اُخروی زندگی (سسرال گھر) ہے جس نے اپنے والدین کے گھر اس دنیا میں قیام کر کے نیک کاموں کا ایک ایسا تحفہ تیار کیا ہو۔ جس سے وہ اپنے اصلی مالک کی نظر میں لائق سمجھی جائے۔ تو اس کا اپنے مالک کے گھر میں عزت سے خیر مقدم کیا جائے۔ فکر آخرت کا مطلب آخرت کی تیاری ہی تو ہے۔ بلھے شاہؒ دنیا کے انسانوں کو ایک کنواری لڑکی (کڑے) کہہ کر خطاب کرتا ہے، کنواری کو سُوت کاتنے والے جسم پر اپنا جہیز (پسندیدہ خصائل) کو تیار کرنا ہے۔ کیونکہ خدا کی نگاہ میں فضیلت اعمال کی ہے۔ ہیر رانجھا کی علامتیں شروع میں شاہ حسین کی کافیوں میں استعمال کی گئیں۔ تو بلھے شاہ نے بھی اس سلسلے کی تقلید کی دل میں اپنے محبوب رانجھا کے ذکر کے ساتھ ہیر نے اپنے مالک حقیقی سے وصل حاصل کر لیا تھا۔ عرفان الٰہی میں ڈوب کر بلھے شاہؒ یہ انداز اختیار کرتے ہیں۔

"رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدونی مینوں دھیدو رانجھا، ہیر نہ آکھو کوئی"(۹)

ترجمہ: "اپنے محبوب رانجھا کا نام جپتے جپتے میں خود رانجھا ہو گئی ہوں۔ مجھے کوئی بھی ہیر کے نام سے نہ پکارے۔ مجھے صرف رانجھا کے نام سے آواز دو۔"(۱۰)

عقیدۂ آخرت ایک آفاقی حقیقت:

بلھے شاہؒ عالمی و آفاقی سطح پر آپ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ان کا مذہب صرف ایک خدا کی پوجا ہے اور وہ فرقہ بازیوں سے بہت اُوپر رہنا پسند کرتے ہیں وہ صلح کل اور وسیع المشرب کی حیثیت اختیار کر کے اپنے دل میں آخرت کی فکر کی شمع جلا کر آخرت کی تیاری میں مشغول رہے۔ آپ کی شاعری میں قرآن، حدیث اور فقہ کی تشریح شامل ہے۔ بلھے شاہ کی شاعری میں حشر کے احوال کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔(۱۱)

ترجمہ: اور جب سمندر (اور دریا) اُبھر کر بہہ جائیں۔

دوسری جگہ پر ارشاد خداوندی ہے:

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۔(۱۲)

ترجمہ: جب سمندر اور دریا (سب) اُبھار دیئے جائیں گے۔

حضرت بلھے شاہ نے شاعری کے ذریعے آخرت کی تبلیغ کا جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے مختلف تمثیلات کے ذریعے فرمایا ہے کہ اے انسان! دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کر لے۔ عنقریب قیامت برپا ہو گی اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ روز محشر جب زمین آسمان اور پہاڑ دریا اللہ کے حکم سے تباہ کر دیے جائیں گے تو اس وقت اگر تم نے آخرت کی فکر آخرت کی تیاری کے مراحل پاس کیے ہوں گے تو تمہاری آخرت اور عاقبت صحیح ہو گی۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَلْقَارِعَةُمَا اَلْقَارِعَةُوَمَآ أَدْرَاكَ مَا اَلْقَارِعَةُيَوْمَ يَكُونُ اَلنَّاسُ كَٱلْفَرَاشِ المبثوث و تكون اَلْجِبَالُ كَٱلْعِهْنِ اَلْمَنفُوشِ۔ (۱۳)

"(زمین و آسمان کی ساری کائنات کو) کھڑ کھڑا دینے والا شدید جھٹکا اور کڑک وہ (ہر شے کو) کھڑ کھڑا دینے والا شدید جھٹکا اور کڑک کیا ہے؟ اور اب آپ کیا سمجھے ہیں کہ (ہر شے) کھڑ کھڑا دینے والے شدید جھٹکے اور کڑک سے کیا مراد ہے؟ (اس سے مراد) وہ یوم قیامت ہے جس دن سارے لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ رنگ برنگ دُھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔"

جو لوگ صدق و اخلاص کے پیکر ہوں جن کی نیت میں اخلاص ہو، عمل صالح اوڑھنا بچھونا ہوں، اطاعتِ اور بندگی میں رضائے الٰہی پیش نظر ہو تو پھر اسی دنیا میں اپنی قبر کو جنت بنا لیتے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ایسے مومنین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

تحفة المومن من الموت۔ (۱۴)

"موت مومن کے لیے بہترین تحفہ ہے۔"

موت مومن کے لیے تحفہ:

حضرت بلھے شاہؒ کے کلام میں آفاقیت، انسانیت نواز اصول موجود ہیں یعنی آپ ایک ایسے شاعر ہیں جو اپنے ارد گرد پھیلے سماجی مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور آخرت کی تیاری کا درس دیتے ہیں۔ ان کی شاعری ان کے روحانی سفر کا بیان ہے وہ تصوف کی چار منزلوں، شریعت، طریقت اور معرفت کو اپنی شعری فکر میں ڈھالتے ہیں۔ اور پیچیدہ اور گھمبیر معاملات حیات و سماج ایسے آسان انداز میں بیان کرتے ہیں جو آسان، سہل اور سادہ ہے۔ انور علی رہتکی نے بلھے شاہ کے کلام میں فنی محاسن پر غور فکر کر کے اندازہ کیا ہے کہ اِن کے اشعار کسی عام سوچ کا نتیجہ نہیں ہیں۔

بلھے شاہ کا کلام ہر سطح کے گلوکار نے انفرادی، گروہی اور جماعتی حوالے سے ہر دور میں گایا ہے، آغاز ہی سے

قوالوں نے پارٹیوں میں بلھے شاہؒ کا کلام گا گا کر نہ صرف یہ کہ اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے بلکہ ذریعہ معاش بھی بنایا ہے۔ پاکستان اور بھارت کی ان گنت فلموں میں بلھے شاہ کے کلام کو شامل کر کے گیت اور فلمی سچوایشن کو رفیع الشان بنانے کا کام لیا ہے اور فلموں میں ان کے کلام سے کئی لوگوں نے فائدہ اُٹھا کر دنیاوی طور پر مرتبہ مقام حاصل کیا ہے۔

علی ھذا القیاس بلھے شاہؒ کے کلام میں آخرت کے پہلو کا بیان اپنی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ جنت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔ اہل جنت کو کسی قسم کا کوئی رنج و غم نہیں ہو گا، اُن کا انسانیت کو درس یہی ہے کہ آخرت کو کثرت سے یاد کرو، اس سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی۔ آخرت کی فکر کی نعمت جنت اور دوزخ قیامت حشر کی فکر ان کی شاعری کا نچوڑ ہے۔

منزل تیری دُور دُراڈی   تُوں پَوناں وِچ جنگل وادی
اَوکھا پہنچن پیر پیادی   دِسدی توں اسوار نہیں
اُٹھ، جاگ، گھراڑے مار نہیں
ایہ سَون تیرے درکار نہیں (۱۵)

پیغام بلھے شاہؒ:

حضرت بابا بلھے شاہؒ فرماتے ہیں۔ اے انسان! تو نے دنیا میں رہ کر کیا آخرت کی تیاری کی ہے؟ کیا تو نے دنیا کی مختصر زندگی میں آخرت کے لیے کیا بویا ہے؟ تو نے قبر حشر اور میزان، روز محشر کی منازل طے کرنی ہیں۔ تیرے پاس اعمال کا زادِ راہ بھی نہیں ہے۔ کیا تو نے آخرت کی فکر کی ہے؟ صد افسوس مجھے تو غفلت کی نیند سوئی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اُٹھ خوف خدا اور خشیت الٰہی دل میں رکھ اور آخرت کی تیاری کر تا کہ تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکے۔

آخرت کی ہولناکیوں کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ۔ (۱۶)

"اور پہاڑ رنگ برنگ دُھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو جائیں گے۔"

الغرض اللہ رب العزت جب انعقادِ قیامت کا ارادہ فرمائے گا تو بساطِ کائنات لپیٹ دی جائے گی۔ ہر طرف صرف ایک چٹیل میدان ہی نظر آئے گا جس میں اہل محشر کو اکٹھا کیا جائے گا۔

پھر سورۃ طٰہٰ میں ارشاد خداوندی ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفاًفَيَذَرُهَا قَاعاً صَفْصَفاًلاَّ تَرَىٰ فِيهَا عِوَجاً وَلا أَمْتاً۔ (۱۷)

ترجمہ: "اور آپ سے یہ لوگ پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں تو سو فرما دیجئے۔ میرا رب انہیں ریزہ ریزہ کر دے گا

پھر اسے ہموار اور بے آب و گیاہ زمین بنادے گا جس میں آپ نہ کوئی پستی دیکھیں گے نہ کوئی بلندی۔"

"اس صورت حال میں قیامت، حساب کتاب جزاء و سزا اور مرحلۂ احوال کا ذکر کیا گیا ہے اس میں غافل انسان کو اپنے گردو پیش حالات میں غور و فکر اور ان سے عبرت حاصل کر کے ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور ایمان بالآخرت کو راسخ کرنا ہے۔ حضرت بلھے شاہؒ نے یہی بات اپنے اشعار میں فرمائی ہے۔ اے غافل انسان! بے مقصد زندگی بسر نہ کر تیری منزل بہت دور ہے۔ راستہ قیامت میں آخرت کا کٹھن ہے۔ یہی ہدایت فرمائی گئی ہے۔"(۱۸)

قیامت کے دن آسمانوں کا حکم الٰہی سے پھٹ جانا ایسا مرحلہ آئے گا تو تو اے انسان! ۵۰ ہزار سال کے دن کا کیسے سامنا کرے گا۔ جب یہ کھٹن منزلیں تیرے سامنے ہیں تو اس میں تو نے اگر فکر آخرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا ہو گا تو کامیاب ہو جائے گا ورنہ ناکامی تیرا مقدر بن جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يطوى السماوات يوم القيامة ثم يأخذهن بيده اليمنى ثم يقول: أنا الملك أين الجبّارون أين المتكبرون ثم يطوى الأرضين بشماله ثم يقول: أنا الملك، أين الجبارون؟ أين المتكبرون؟(۱۹)

ترجمہ: اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور پھر انہیں دائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمائے گا کہ آج میں ہی بادشاہ ہوں۔ جبر کرنے والے کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا آج میں ہی بادشاہ ہوں جبر کرنے والے کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔؟

تُوں ایس جہانوں جائیں گی
پھر قدم نہ ایتھے پائیں گی
ایہ جوبن رُوپ و نجائیں گی
تیں رہناں وِچ سنسار ہنیں
اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں
ایہہ سُون تیرے درکار نہیں(۲۰)

ترجمہ: اُٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور نیک عمل کما لو۔ کیونکہ جب تم اس جہان فانی سے چلے جاؤ گے پھر یہاں دوبارہ نہ آسکو گے۔ تمہارا یہ حسن اور شباب ضائع ہو جائے گا۔ تمہیں اس جہان میں سدا نہیں رہنا۔(۲۱)

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہر انسان نے ایک دن مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے اور قبر سے اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ خوف یہ ہے کہ اس دن ہماری بد اعمالیوں کے باعث اللہ تعالیٰ کہیں یہ ہی نہ فرما دے کہ آج کے دن ہم نے تمہیں ایسے ہی بھلا دیا ہے، جیسے تم نے دنیا میں ہمیں بھلا دیا تھا۔ اس دن کچھ وہ ہوں گے، جنہیں منہ کے بل

گھسیٹ کر اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اور کچھ اپنے پاؤں میدان حشر کی طرف چل کر جائیں گے اور کچھ ایسی باوقار شخصیات بھی ہوں گی جنہیں قیامت کے دن شان دار سواریوں پر بٹھا کر عزت و تکریم کے ساتھ میدان حشر میں لے جایا جائے گا۔ علی ھذا القیاس انسان کو دنیا میں اپنی مختصر ترین تھوڑی سی زندگی میں سستی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو فکر آخرت کا احساس اپنے دل میں ہمہ وقت زندہ رکھنا چاہیے اور نیک اعمال کرنے چاہییں کیونکہ جو انسان اس دنیا سے چلا گیا وہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ ٱلسَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ۔ (۲۲)

ترجمہ: ”بے شک قیامت کی گھڑی آنے والی ہے، میں اِسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر جان کو اس (عمل) کا بدلہ دیا جائے جس کے لیے وہ کوشاں ہے۔“

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ:

حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

لاتقوم السّاعة حتی لایحج البیت۔ (۲۳)

”قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ زمین پر کعبہ معظم کا حج کرنے والا نہیں رہے گا۔“

واضح رہے کہ اگلے جہاں میں کامیابی کی ایک ہی ضمانت ہے کہ اے رب ذوالجلال! جو تیرے دوست محبوب اور ابرار ہیں ان کی معیت عطا کر۔

یہاں مندرجہ بالا آیت سے سبق ملتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب کوئی انسان اس دنیا فانی میں نہیں بچے گا ساری کائنات میں جتنی بھی مخلوقات ہوں گی سب ختم ہو جائیں گی اور جو ایک دفعہ قضائے الٰہی سے ختم ہو جائے گا۔ دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ چند دن کی مختصر سی زندگی میں جو کمائی کی ہو گی، وہی آخرت میں کام آئے گی۔ یہ دنیا کا مال متاع اس کائنات کے خزانے وفا نہیں کریں گے حتیٰ کہ اولاد رشتہ دار خاندان دوست خویش قبیلہ سب چھوڑ جائیں گے اگر ہم نے اچھے اعمال کیے ہوں گے، زندگی صالح اور پاکیزہ اعمال میں گزاری ہو گی تو کامیابی ہمارا مقدر بن جائے گی۔ قبر حشر، قیامت کی سب گھاٹیوں سے کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی ہمارا مقدر ہو گا۔

ارشاد خداوندی ہے:

رَبَّنَا فَٱغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلْأَبْرَارِ۔ (۲۴)

”اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (نوشتہ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔“

پُھلاں پُھل چنبیلی لا لا
سوسن، سُنبل ، سرو نِرالا
بادِ خزاں کیتا بُر حالا
نرگس نِت خُمار نہیں(۲۵)

اُٹھ گھر اڑے مار نہیں ایہہ سُون تیرے درکار نہیں

ڈیرا کر سیں اوہنیں جائیں
جتھے شیر، پلنگ بلائیں
خالی رَہسن محل سرائیں
پھر توں وِرثے دار نہیں

اُٹھ گھر اڑے مار نہیں ایہہ سُون تیرے درکار نہیں

اشعار کا ترجمہ:

بند نمبر ا: اُٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو۔ وہ پھولوں میں پھول چنبیلی اور لالہ، سوسن، سُنبل اور سرو آزاد و سرسبز ہوئے جن کو خزاں نے بُری طرح برباد کر کے رکھ دیا۔ نرگس بھی نایاب ہے اس کا بھی یہی حال ہوا۔(۲۶)

بند نمبر ۲: اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کما لو، تیرا ٹھکانا اس جگہ پر ہو گا جہاں شیر، چیتا اور نہ جانیں کیا کیا بلائیں ہوں گی۔ یہ تیرے محل اور چوبارے خالی رہ جائیں گے، تیرے حصے میں کچھ بھی نہ آئے گا۔ روز قیامت لوگوں کا حساب کیا جائے گا۔ اس وقت تیری دنیا تیرے کام نہیں آئے گے۔ یہ تیرے محل و چوبارے خالی رہ جائیں گے جس آدمی کے گناہوں سے ایک نیکی بھی زائد ہو گی وہ جنت میں جائے گا اور جس آدمی کی برائی بڑھ گئی وہ جہنم میں جائے گا۔

لٰہذا ابھی وقت ہے کچھ نیک عمل کما لے۔ بلھے شاہؒ نے اپنی اس کافی میں بار بار انسان کو خواب غفلت سے بیدار ہونے اور نیک عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ کیوں کہ یہ زندگی انتہائی ناپائیدار ہے اور اگلے جہاں میں حساب کتاب ہونا ہے لٰہذا ایہیں پر ہی نیک اعمال کر لینے چاہییں تاکہ آگے جا کر شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔

اعمالِ صالح کی طرف رغبت اور دنیا فانی سے بغاوت:

سید بلھے شاہؒ ایک انقلابی شاعر تھے اُن کی شاعری سے جا بجا ہمیں آخرت کی فکر، قیامت کا خوف، اعمال صالح کی طرف رغبت اور دنیا فانی سے بغاوت کا درس ملتا ہے۔ اِن کے پاس عربی و فارسی کا بیش بہا سرمایہ تھا وہ فارسی و عربی زبان و ادب میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ اپنے کلام میں حق اور سچ کا پرچار اور باطل اور دنیا، نفس، شیطان کی چالاکیوں کے خلاف برہنہ تیغ تھے۔ آپ فرماتے ہیں آخرت میں کوئی کام نہیں آئے گا سوائے اللہ اور اس کے رسولؐ کے۔

ارشاد خداوندی ہے:

مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِندَہُ إِلَّا بِإِذْنِہِ۔ (۲۷)

ترجمہ: "کون ایسا شخص ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن و اجازت کے ساتھ۔"

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب بندے، انبیاء کرام، مرسلین اولیاء، صالحین اور مومنین و متقین روزِ قیامت خطاکاروں کی بخشش و مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کریں گے۔ یہ شفاعت کرنا ان کے اس مقام و مرتبے اور عزت و احترام کی وجہ سے ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرما رکھا ہے اور یہ شفاعت اذنِ الٰہی سے مشروط ہوگی۔

"حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں! قیامت کے ہولناک مناظر سے دل لرزتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا خیال آتا ہے تو طبیعت بے چین اور دل غمگین ہو جاتا ہے۔ کیا معلوم جنت کی طرف جانا ہے یا دوزخ کا سامان کرنا ہے۔ مجھے دنیادار پر حیرانی ہوتی ہے کہ موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور وہ اسے پس پُشت ڈال کر دنیا کی اُمیدوں اور آرزوؤں میں مشغول ہے۔ اسے معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ وہ پھر بھی قہقہہ لگا رہا ہے۔" (۲۸)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم فکرِ دنیا چھوڑ کر فکرِ آخرت کا آغاز کریں۔ ہمیں بخوبی اندازہ ہونا چاہیے کہ خالی دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ حیدر علی آتش نے بھی کیا خوب کہا ہے:

نہ گورِ سکندر، نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

یہ حقیقت اظہر مِن الشّمس ہے کہ اس دارِ فانی میں موجود ہر شے فنا ہو جانے والی ہے یہاں کسی کو بھی بقائے دوام حاصل نہیں ہے۔ واضح رہے کہ جو شخص اپنی زندگی کی ہر ساعت اللہ رب العزت کے احکامات کی بجا آوری میں بسر کرتا ہے، اس کو دنیا میں اور آخرت میں باعزت مرتبہ پر فائز کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اللہ رب العزت کی عطا سے مر کر بھی زندہ رہتے ہیں کیوں کہ کسی شخص نے ہمیشہ ہمیشہ اس دارِ فانی میں قیام نہیں کرنا ہے۔ دنیا کی جتنی بھی خوب صورت چیز دیکھیں۔ جوانی کے بعد اس کے اُوپر بڑھاپے کے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ چاہے وہ کوئی نباتات کی قسم یا حیوانات کی، چنبیلی

کا پھول ہے چند گھنٹوں بعد وہ مُرجھا جاتا ہے اور آخر کار وہ شاخ سے ٹوٹ کر زمین پر گر کر مٹی بن جاتا ہے۔ اس طرح نرگس کا پھول ہے۔ گلاب کا پھُول ہے۔ گلِ لالہ ہے الغرض جتنے بھی پھل دار اور پھول دار درخت، خوبصورت پتوں والے درخت ہوں اُن پر آخر کار خزاں آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْماً يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيباً۔ (۲۹)

"اگر تم کفر کرتے رہو تو اُس دن (کے عذاب) سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔"

اس طرح جنہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ ہم نے ایک دن دنیا فانی سے جانا ہے اور موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ دنیا عارضی اور فانی اور ناپائیدار ہے تو وہ شخص اللہ کے قہر سے بچ جائے گا۔ اس لیے حضرت بلھے شاہ نے اپنی کافیوں میں یہ بات تمثیلات سے سمجھائی ہے کہ دنیا کی ہر چیز ختم ہو جائے گی اور آخر ایک دن موت آئے گی اُس دن انسان کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ اس سے پہلے نیک اعمال کر لے اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر سامان آخرت اکٹھا کر لے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھاری مہلت اچھے، نیک اعمال کرنے کی ختم ہو جائے اور تیری سانسوں کی مالا ٹوٹ جائے تو پھر پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

اور حضرت بلھے شاہ نے آخرت کی فکر اور عقیدہ آخرت کی پہچان اور آخرت پر حتمی یقین، کرنے کی، اور اُمت کو آخرت پر سچا ایمان لانے کی تبلیغ فرمائی ہے اور بابا جی کا اسلوب تبلیغ معیاری، شان دار اور موثر ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ (۳۰)

"ہر کوئی چیز جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور آپ کے رب کی ذات باقی رہ گی جو صاحب عظمت وجلال اور صاحب انعام واکرام ہے۔"

"فکر آخرت کی غیر معمولی افادیت اور جامعیت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس پُر فتن دور میں جب کہ انسان نے اشیاء کے فوائد و معارف کی واقفیت کو ہی اپنی معراج سمجھ رکھا ہے آج بجلی، بھاپ اور لوہے کے خواص تو معلوم ہیں مگر انسانیت کو آخرت کی فکر کی پروانہیں ہے انسانیت مٹ رہی ہے۔ روحانی ارتقاء کے رشتے ٹوٹ رہے ہیں۔ نئی تہذیب کی روشنی بڑھ رہی ہے اور دل تاریک ہو رہے ہیں۔ خود غرض، افراتفری، انتشار و اختراق، حسد بغض کینہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی اور سنت رسولؐ کا قتلِ عام اس دور کے خاص تحفے ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل آخرت کی فکر میں مضمر ہے۔" (۳۱)

بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے دنیا کی بے اثباتی خوبصورت پیرائے میں بیان کی ہے۔ کافی نمبر ۶۶ میں:

دین گئی لٹکے سب تارے ۔۔۔۔ اب تو جاگ مسافر پیارے (۳۲)

ترجمہ: پیارے مسافر! اب تو جاگ، رات بیت چکی اور تمام تارے ماند پڑ گئے ہیں۔ آوا گون کی اسی سرائے میں تو قیام پذیر ہے۔ جبکہ تیرے ساتھی چلنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں کیا تو نے ہنوز نقارہ رحلت کی آواز نہیں سنی۔ پیارے مسافر تو اب جاگ۔ (۳۳)

بلھے شاہ کو عام طور پر ایک باغی شاعر کہا جاتا ہے وہ پنجابی کے بہت مقبول اور عظیم شاعر تھے اُن کے کلام میں درس ملتا ہے کہ انسان کی زندگی چند دن کی ہے اور اس نے آخر اپنی عمر پوری کر کے اس دنیا سے انتقال کرنا ہے اس لیے اپنی چند دن کی فانی زندگی کو بروئے کار لا کر آخرت کی ابدی زندگی کی تیاری کر لے۔

آپ کی شاعری میں آخرت، توحید، تصوف، دنیا کی زندگی سے بے رغبتی کا درس ہے اور سارا کلام قرآن حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر اسلامی علوم کا نچوڑ ہے۔ ہر شعر کسی نہ کسی قرآن کی آیت یا حدیث کا ترجمہ تفسیر و تشریح ہے اس لیے شاعری میں فکرِ آخرت کا پہلو انتہائی اہم ہے جس کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مدون کیا گیا اور قطعی طور پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے بغیر نہیں ہے۔

بلاشبہ دنیا فنا پذیر ہے اور یہ فنا ہو کر ہی رہے گی، وقت نہایت قلیل ہے۔ غفلت میں سراسر نقصان ہے۔ زندگی مختصر ہے۔ اس کو فضول باتوں میں نہیں گنوانا چاہیے۔ اس لیے بلھے شاہ فرماتے ہیں:

اک پلک جھلک دا میلا اے
کُجھ کر لے ایہو ویلا اے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یا فاطمة بنت محمد، سالنی ماشئت من مالی، لا أغنی عنك من الله شیئاً۔ (۳۴)

ترجمہ: اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال میں سے جو چیز چاہو مجھ سے مانگ لو، لیکن میں (از خود) اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

آپؐ نے امت کو درس اور سبق دینے کے لیے اپنی پیاری بیٹی سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم عقائد اسلام اور ارکان اسلام میں اُن کی پابندی میں کمزور ہو تو تمہیں اس میں مکمل ہونا آخرت کی کامیابی کے لیے لازمی ہے۔

حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو اس لیے راندۂ درگاہ کر دیا، کیوں کہ اس کے اعمال اچھے نہیں تھے اس حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:

قَالَ يٰنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ (۳۵)

"اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں میں شامل نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔"

مندرجہ بالا حدیث اور آیت قرآنیہ کی تشریح کا خلاصہ یہی ہے کہ نیک عمل آخرت کی کامیابی سے مشروط ہے

تو بلھے شاہ کی کافیوں میں بھی اعمال صالح کو آخرت میں کامیابی سے مشروط کیا گیا ہے۔

رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔(۳۶)

”اے ہمارے رب! اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رُسوانہ کر، بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔“

حوالہ جات

۱۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، بابا بلھے شاہؒ، ص:۲۳۳
۲۔ حضرت بلھے شاہؒ، کلیاتِ بلھے شاہؒ، لاہور: مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۹۶۴ء، ص:۱۸۳
۳۔ کلیاتِ بلھے شاہؒ، ص:۵۰
۴۔ کلیات بلھے شاہؒ ص:۱
۵۔ کلیات بلھے شاہ، ص:۱۸۴
۶۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہؒ، ۲۰۰۰، ص:۲۳۴
۷۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ، کلام بلھے شاہؒ، ص:۲۳۳
۸۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہؒ، ص:۲۳۴ (بند نمبر ۱، ۲، ۳، ۴)
۹۔ بلھے شاہؒ، کلیات بلھے شاہ، ص:۲۷
۱۰۔ ابوالکاشف قادری، شرح کلام بلھے شاہؒ، ۲۰۰۸ء، ص:۴۲۲
۱۱۔ سورۃ الانفطار، ۸۲: ۳
۱۲۔ سورۃ التکویر، ۸۱: ۶
۱۳۔ سورۃ القارعۃ، ۱۰۱: ۱-۵
۱۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ج:۷، ص:۱۷۱، حدیث رقم:۹۸۸۳
۱۵۔ بلھے شاہؒ، ڈاکٹر، کلیاتِ بلھے شاہ، ص:۱۵
۱۶۔ سورۃ القارعۃ، ۱۰۱: ۵
۱۷۔ سورۃ طٰہٰ، ۲۰: ۱۰۵۔۱۰۷
۱۸۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، مراحل آخرت، لاہور: منہاج القرآن پرنٹرز، ۲۰۱۸ء، ص:۳۵۷
۱۹۔ مسلم، الصحیح، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، ج:۴، ص:۲۱۴۸، حدیث رقم:۲۷۸۸
۲۰۔ حضرت بلھے شاہؒ، کلیاتِ بلھے شاہؒ، ص:۱۲
۲۱۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہ، ص:۷۵

۲۲۔ سورۃ طٰہٰ، ۲۰: ۱۵

۲۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب الحج، باب قول اللہ تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ بیت الحرام قیام للناس، ج:۱۲، ص:۵۷۸، حدیث رقم:۱۵۷۶

۲۴۔ سورۃ آل عمران، ۳: ۱۹۳

۲۵۔ حضرت بلھے شاہؒ، کلیات بلھے شاہؒ، ص:۱۲

۲۶۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہؒ، ص:۶۷

۲۷۔ سورۃ البقرہ، ۲: ۲۵۵

۲۸۔ ابن الجوزی، صفتہ الصفوۃ، ج:۱، ص:۵۴۸

۲۹۔ سورۃ المزمل، ۷۳: ۱۷

۳۰۔ سورۃ الرحمٰن، ۵۵: ۲۷-۲۶

۳۱۔ طاہر القادری، ڈاکٹر شیخ الاسلام، لاہور: مراحل آخرت،، ص:۷۳

۳۲۔ حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر بابا بلھے شاہ، ص:۱۹۱

۳۳۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہؒ، ص:۱۷۷

۳۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب الوصایا، باب ھل یدخل النساء والولد فی الاقارب، ج:۳، ص:۱۰۱۲، حدیثِ رقم: ۲۶۰۲

۳۵۔ سورۃ ھود، ۱۱: ۴۶

۳۶۔ سورۃ آل عمران، ۳: ۱۹۴